عدیم المثال علمی وادبی شاہکار نہج البلاغہ اور سید رضی

حجۃ الاسلام زاہد علی ہندی

نہج البلاغہ کی تدوین اور سید رضی

سید رضی نے نہج البلاغہ کی جمع آوری میں اگر چہ مصادر کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن اہل علم وتحقیق آج اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ سید رضی کے زمانہ میں آج سے زیادہ منابع موجود تھے۔ سید رضی کے بعد بغداد میں کتابخانہ کو جلانے کا جو حادثہ پیش آیا اس میں کہا جاتا ہے کہ ۸۰ ہزار جلد نفیس کتابیں جلادی گئیں۔ وہ بھی آج کے زمانہ کی طرح ایسا نہیں تھا کہ ہر جگہ ہر کتابخانہ میں وہ نسخے موجود ہوں۔ بہت سی غیر مطبوعہ نادر کتابیں تھیں، بہت سی ایسی کتابیں جو حکمرانوں نے قدرت وسطلنت اور حکومت کے بل بوتے پر ہندوستان سے لیکر افریقہ تک اور ہر وہ جگہ جہاں دسترس ممکن ہوئی، کتب مراجع یا اس کی نقل کو جمع کرلیا تھا۔ غرض اس زمانہ کی بہترین کتابیں سید رضی کے اختیار میں تھیں۔ یہ بھی یقین ہے کہ وہ ساری کتابیں ہم تک نہیں پہنچ سکیں۔ مقام حیرت ہے ایسے افراد پر کہ آج بے شمار ایسے مصادر دستیاب ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ نہج البلاغہ کے مصادر سید رضی کے نہج البلاغہ کی جمع آوری سے بہت پہلے موجود تھے۔ اس کے باوجود بھی بعض شک یا تعصب کی بنا پر کہتے ہیں کہ نہج البلاغہ خود سید رضی کا کلام ہے۔ قبل اس کے کہ ہم ایسی کچھ کتابوں کا حوالہ دیں جو سید رضی کی حیات سے پہلے موجود تھیں۔ ابن ابی الحدید معتزلی مصر کے ایک جید سنی عالم کی بات کو ملاحظہ فرمالیجئے !

''بعض لوگ عوام کے اذہان کو مشکوک کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ نہج البلاغہ کے بہت سے مطالب بعد میں ظاہر ہوئے، جسے شیعہ ادبا اور دانشمندوں نے تدوین کیا ہے اور خاص طور سے اس کی نسبت سید رضی کی طرف دی ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ تعصب نے انہیں اندھا بنادیا ہے، وہ راہ روشن سے ہٹ گئے ہیں''[۱]

ابن خلکان ۶۸۱ھ نے ''وفیات الاعیان'' میں یہ بیان کیا ہے کہ:

لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ امام علی علیہ السلام کا کلام ہے یا سید رضی کے بھائی سید مرتضی کا۔ واضح رہے کہ ابن خلکان نے ملک مغرب میں بیٹھ کر دوڈھائی سو سال کے بعد یہ ابہام پیدا کرنا چاہا ہے اور اس وقت تک اسلامی مراکز سے علماء فقہانے کوئی ضعیف قول بھی ایسا نقل نہیں کیا تھا کہ نہج

البلاغہ امام علی علیہ السلام کا کلام نہیں ہے۔

پہلی بات یہ کہ ان کا اعتراض کسی ایک پر نہیں ہے بلکہ مختلف باتوں سے شبہ پیدا کرنا ہے۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ سارے مطالب دوسروں کے ساختہ وپرداختہ ہیں تو بغیر چوں وچرا غلط بیانی واضح ہوجاتی ہے چونکہ بعض خطبہ وکلام تواتر سے ہمارے لئے ثابت ہیں جو زیادہ تر علماء اہل سنت سے منقول ہیں۔ اگر کہیں کہ بعض کلام صحیح ہے نہ کہ تمام نہج البلاغہ، پھر بھی یہ بات درست ہے کیونکہ کوئی فنکار ادیب عالم، ماہر خطیب اور تجربہ کار محقق ہوگا تو وہ یقیناً متن کتاب کا مطالعہ کر کے سمجھ سکتا ہے کہ کون سا حصہ اصل ہے اور کون سا غیر اصل ۲؎

سید رضی نے نہج البلاغہ کے مقدمہ میں صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ میں نے کس طرح نہج البلاغہ کو مدوّن کیا۔ اسناد نہج البلاغہ میں استاد امتیاز علی خان عرشی کہتے ہیں جن لوگوں نے نہج البلاغہ کی شرح کی ہے انہوں نے نہج البلاغہ کو رضی کی تالیف اور تدوین بتایا ہے۔ کسی نے سید رضی کی تصنیف نہیں کہا ہے۔

اہل علم وحدیث اپنے اپنے زمانہ میں حتی آج بھی قرآن کے مانند نہج البلاغہ کو بھی حفظ کرتے آئے ہیں جیسے: قاضی جمال الدین محمد بن الحسین بن محمد القاسانی نے اپنی یادداشت اور حفظ سے نہج البلاغہ لکھا ہے۔

اس کے علاوہ سلسلہ رجال شیعہ میں بہت سے علماء کو نہج البلاغہ کی نقل روایت کا اجازہ حاصل تھا۔ مثال کے طور پر الشیخ محمد بن علی بن احمد بن بندرا کا اجازہ، الشیخ الفقیہ ابی عبد اللہ الحسین اور ان کے بعد بیس علماء تک کا سلسلہ ملتا ہے کہ سید رضی نے نہج البلاغہ سے روایت نقل کرنے کی اجازت دی تھی ۳؎

سید مرتضیٰ کی سوانح حیات میں قطب راوندی سے نقل ہوا ہے:

سید مرتضیٰ کی صاحبزادی نے نہج البلاغہ کو اپنے چچا سید رضی سے پڑھا، مشکل الفاظ اور دقیق معانی کو حل کیا پھر سید رضی نے اپنی بھتیجی کو نقل روایت کی اجازت دی ۴؎ عبد الحمید بن یحیٰ عامری نے کہا ہے کہ:

"حفظت سبعین خطبة من خطب اصلع"

میں نے امام علیؑ کے خطبوں میں سے ۷۰ خطبے حفظ کر لئے ان خطبوں سے میرے ذہن میں

پے در پے علم کا ایک چشمہ پھوٹتا گیا (اصلع: اس شخص کو کہتے ہیں جس کی پیشانی پر بال نہ ہوں، اس سے مراد امام علیؑ تھے)

"یا ابن اللخناء لعلی تقول ھذا ؟ وھل سن الفصاحۃ لقریش غیرہ "

ابن ابی مخفن معاویہ کے پاس آیا تو کہا: میں عاجز ترین (اور گونگے) شخص کے پاس سے آرہا ہوں۔ معاویہ نے کہا:

اے بد بودار عورت کے بیٹے ! تجھ پر تف ہو! امام علی ابن ابیطالبؑ کے بارے میں یہ کہہ رہا ہے۔ کیا علی ابن ابی طالبؑ کے علاوہ قریش میں کسی اور نے فصاحت و بلاغت کا قانون وضع کیا ہے؟

یعنی امام علیؑ ہی تو فصاحت وبلاغت کے اصل موجد ہیں ۵

اور سچ پوچھیں تو فضیلت اورصحت خبر تو اس وقت ہے جب دشمن بھی اس کا اقرار کرلے۔

''الفضل ماشھدت بہ الاعداء''

ابوعثمان جاحظ ۲۵۵ھ جن کو عربی ادب کا امام اور علامہ مسعودی نے فصیح ترین قلمکار جانا ہے لکھتے ہیں۔

''امام کے اس ایک فقرہ ''قیمۃ کل امرئ مایحسنہ'' ہر انسان کی قیمت بس اتنی ہے کہ جتنا وہ علم رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ اگر اس کتاب سے اس ایک جملہ کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہ ہوتا تب بھی اس کی سند سے مطمئن اور بے نیاز ہوجاتے کیونکہ یہی جملہ نتیجہ تک پہنچادیتا ہے کہ سب سے بہترین کلام وہ ہوتا ہے جس کا مختصر سا جملہ سامع کو بہت طولانی کلام سے بے نیاز کردے۔ ٦

ابن نباتہ عبد الرحیم محمد بن اسماعیل ۳۷۴ ہجری نامی ادیب اور عرب کا مشہور خطیب سیف الدولہ کے دور میں منصب خطابت کے عہدہ دار تھے، کہتے ہیں:

ایسے قیمتی خزانہ کا خطبہ حفظ کیا کہ جس قدر اس کو استعمال میں لاتا ہوں کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں نے امام علیؑ کے مواعظ سے سوفصل حفظ کرلیا تھا ۷

شکیب ارسلان: جن کو امیر البیان کا لقب ملا۔ عرب کے مشہور قلمکار تھے۔ جن کے اعزاز میں مصر میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ میں ایک شخص نے اپنے خطاب میں کہا:

''تاریخ اسلام میں دو شخصیتیں ایسی ہیں جو حق رکھتی ہیں کہ انہیں امیر سخن کہا جائے۔ ان میں

ایک حضرت علی بن ابیطالبؑ دوسرے شکیب ہیں۔

شکیب پریشانی کی حالت میں اٹھے اور اپنے دوست جس نے اس طرح دونوں شخصیت کو مساوی بنادیا تھا، شکوہ کرتے ہوئے ان کے اس جملہ کی تردید کرتے ہوئے کہا:

''میں کہاں اور علی بن ابیطالبؑ کی ذات گرامی کہاں؟ میں تو حضرت علیؑ کے کفش کا ایک بند بھی شمار نہیں ہوسکتا ہوں'' ۸

غرض ہمارے پاس نہج البلاغہ کی تدوین وتالیف سے پہلے کے بے شمار ایسے روشن ثبوت ہیں کہ کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا کہ نہج البلاغہ امام علیؑ کے علاوہ کسی اور کا کلام ہے۔

یوں تو سیکڑوں کتب ومصادر میں یہ خطبات موجود ہیں لیکن مختصر طور پر ہم کچھ اسناد کا ذکر کریں گے جو نہج البلاغہ کی تالیف سے پہلے اس کے وجود پر مسلّم ثبوت ہیں۔ جن میں جاحظ (م ۲۵۵ھ) کی ''البیان والتبیین''۔ ابن قتیبہ دینوری (م ۲۷۶ھ) کی ''عیون الاخبار فی غریب الحدیث'' تاریخ ابن واضح یعقوبی (۲۷۸ھ) ابوحنیفہ دینوری (م ۲۸۰ھ) کی ''الاخبار الطّوال'' ابو العباس المبرد (م ۲۸۶ھ) کی کتاب ''المبرد'' ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) کی ''تاریخ۔ ابن درید'' (م ۳۲۱ھ) کی کتاب ''المجتبی''۔ ابن عبدربہ (م ۳۲۸ھ) کی ''العقدر الفرید''۔ ثقفۃ الاسلام علامہ کلینی (م ۲۳۹ھ) کی کتاب ''کافی''۔ مسعودی کی (۳۴۶ھ) تاریخ ''مروج الذہب''۔ ابو الفراج الصفہانی (م ۳۵۶ھ) کی ''اغانی'' ابوعلی قالی (م ۳۵۶ھ) کی ''النوادر''۔ شیخ صدوق (م ۳۸۱ھ) کی کتاب ''توحید'' اس کے علاوہ سید رضی کے معاصرین نے بھی اکثر امیر المومنینؑ کے کلام کو کسی نہ کسی مناسبت سے ذکر کیا ہے۔

اسناد نہج البلاغہ

یہاں پر ہم چند ایسی کتابوں کا ذکر کررہے ہیں جس میں امیر المومنینؑ کو نہج البلاغہ کی تالیف اور تدوین سے پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔ اہل علم حضرات چاہیں تو رجوع کرسکتے ہیں:

۱۔ ''اثبات الوصیۃ'' مسعودی'' (م ۳۴۶ھ) منشورات دار الضواء بیروت (ط ۲، ۱۴۰۹ھ)

۲۔ ''اخبار الزمان'': ''مسعودی'' (م ۳۴۶ھ) منشورات دار الاندلس بیروت (ط ۳، ۱۹۷۸م)

۳۔ ''الامامۃ والسیاسۃ'' اور تاریخ الخلفاء'': ابن قتیبہ الدینوری م ۲۷۶ھ دار المعرفۃ منشورات دار الضواء بیروت (ط، اول، ۱۴۱۰ھ)

۴۔'' انساب الاشراف'': بلاذری (م ۲۷۹ھ) تحقیق محمد باقر المحمودی، منشورات موسسہ الاعلمی، بیروت (ط اول س ۱۳۹۴ھ)

۵۔'' بصائر الدرجات'': صفار (م ۲۹۰ھ) (از اصحاب امام حسن عسکری) تقدیم وتصحیح وتعلیق حاج مرزا حسن کوچہ باغی، مشورات مؤسسہ النعمان، بیروت ط، دوم (۱۴۱۲ھ)

۶۔'' البیان والتبین'': جاحظ (م ۲۵۵ھ) منشورات دار الکتب العلمیہ، بیروت

۷۔'' تاریخ الامم والملوک'': طبری (م ۳۱۰ھ) منشورات مؤسسہ الاعلمی، بیروت، ط، چہارم، ۱۴۰۳ھ۔

۸۔'' تاریخ المدینۃ المنورہ'': ابن شبہ (م ۲۶۲ھ) تحقیق فہیم محمد شلتوت، منشورات دار التراث، والدار الاسلامیہ، بیروت ط اول (۱۴۱۰ھ)

۹۔'' تاریخ یعقوبی'': ابن واضح م ۲۹۲ھ، منشورات دار صادر بیروت وتوزیع دار صعب بیروت

۱۰۔'' تحف العقول'': حرانی (م ۳۸۰ھ) منشورات الاعلمی بیروت، ط پنجم (س ۱۳۹۴ھ)

۱۱۔'' التفسیر: طبری'' (م ۳۱۰ ہجری) عیاشی (م ۳۰۰ھ) تحقیق سید ہاشم الرسولی المحلاتی، مشورات المکتبہ العلمیہ الاسلامیہ طہران (۱۳۸۰ھ)

۱۲۔'' التوحید'': صدوق (م ۳۸۰ھ) تصحیح ہاشم الحسینی الطہرانی، منشورات دار المعرفہ بیروت ۱۳۸۷/ھ۔

۱۴۔'' الجعفریات الاشعثیات'': محمد بن اشعث (م ۳۲۰ھ) منشورات مکتبہ نینوی الحدیثیۃ طہران،

۱۵۔'' جمہرۃ الاسلام ذات لدروالنظام'': شیرازی م ۲۲۴ھ یہ خطی نسخہ لندن کے کتابخانہ میں موجود ہے۔

۱۶۔'' خصائص الامام علی بن ابیطالبؑ'': نسائی (م ۳۰۳ھ) دار منشورات حمد، بیروت ط، اول (۱۹۷۵م) مطبعہ الخیریہ قاہرہ (۱۳۰۸ھ) سے ماخوذ

۱۷۔'' الخصال'': صدوق (م ۳۸۱ھ) (تحقیق علی اکبر غفاری) منشورات مؤسسہ الاعلمی، بیروت، ط، اول (۱۴۱۰ھ)

۱۸۔'' دعائم الاسلام'': نعمان مغربی (م ۳۶۳ھ) تحقیق آصف بن علی اصغر فیضی منشورات دار المعارف القاہرہ (۱۳۸۳ھ)

۱۹۔'' دلائل الامامۃ'': ابن جریر طبری (م ۳۵۸) منشورات موسسہ الاعلمی، بیروت۔

۲۰۔'' الزہد'' اہوازی: دوسری تیسری صدی ہجری میں امام رضاؑ، امام جوادؑ اور امام ہادیؑ کے صحابی تھے۔ تصحیح وتعلیق، جلال الدین علی الصغیر، منشورات دار عرف بیروت۔ط اول (ط ۱۴۱۳ھ)

۲۱۔'' السقیفہ'': سلیم بن قیس الکوفی (م ۹۰ھ) منشورات مؤسسہ الاعلمی بیروت۔

۲۲۔'' شرح الاخبار'': تمیمی (م ۳۶۳ھ) تحقیق محمد الحسینی الجلالی۔ دار الثقلین بیروت۔ ط ۱۴۱۴ھ)

۲۳۔'' صحیح البخاری'': بخاری، م ۲۵۶ھ، پیش کش شیخ احمد محمد شاکر، تقریظ الشیخ حسونۃ النوووی۔ شیخ الازہر (سابق) م دار الجیل، بیروت۔

۲۴۔ صحیح مسلم: نیشاپوری، م ۲۶۱ھ، م دار الجیل ودارالآفاق، بیروت۔ نسخہ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۳۴ھ سے ماخوذ۔

۲۵۔ العقد الفرید: ابن عبد ربہ، م ۳۲۸ھ، تحقیق ڈاکٹر المجید الترحینی، م دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ ط، سوم ۱۴۰۷ھ۔

۲۶۔ علل الشرائع: صدوق م ۳۸۰ھ، م دار البلاغہ، بیروت۔ عیون اخبار الرضا، صدوق م ۳۸۰ھ۔

۲۷۔ الغارات ابن ہلال الثقفی: م ۲۸۳ھ، تحقیق السید عبد الزہرا الحسینی الخطیب، م دار الضواء، ط، اول ۱۴۰۷ھ۔

۲۸۔ الغیبۃ: نعمانی، م ۳۴۲ھ کے بعد (تحقیق علی اکبر غفاری) م مکتبہ الصدوق، طہران، س ۱۳۹۷ھ۔

۲۹۔ الفتوح: ابن اعثم، م ۳۱۴ھ (تحقیق علی شیری) ط، دار الاضواء، بیروت، ط اول ۱۴۱۱ھ۔

۳۰۔ قرب الاسناد: حمیری القمی م ۳۰۰ھ (از اصحاب امام حسنؑ عسکریؑ) منشورات مکتبہ نینو الحدیثیہ، طہران۔

۳۱۔ الکافی: کلینی (۳۲۸ھ) تصحیح علی اکبر غفاری، ط، دار الاضواء بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

۳۲۔ برقی، م ۲۷۴ھ تحقیق السید مہدی الرجائی، ط، المعاونیہ الثقافیہ المجمع العالمی لاھل البیت علیہم السلام، قم۔ط، اول، ۱۴۱۳ھ۔

۳۳۔ مروج الذہب:، مسعودی، م ۳۴۶ھ، تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید۔ ط دارالمعرفۃ،

بیروت (ط۔ دوم مطبوعہ قاہرہ، ۱۳۶۸ھ)
۳۴۔ مسند الامام زید: زید بن علی بن الحسینؑ سال شہادت ۱۲۲ھ۔ عبد العزیز بن اسحاق البغدادی، ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ ط اول ۱۴۰۱ھ۔
۳۵۔ المغازی: واقدی، م ۲۰۷ھ، تحقیق ڈاکٹر مارسدن جونس۔ مؤسسۃ الاعلمی، بیروت۔ ط سوم، ۱۴۰۹ھ۔
۳۶۔ مقاتل الطالبین: اصفہانی، م ۳۵۶ط، المکتبہ الحیدریہ، النجف، عراق، ط، دوم ۱۳۸۵
۳۷۔ وقعۃ صفین: منقری، م ۲۰۲ھ، تحقیق شرح عبد السلام محمد ہارون۔ ط، مکتبہ آیت اللہ العظمیٰ المرعشی النجفی، قم ۱۴۰۶ھ۔

اس کے علاوہ بہت سے اسانید اور مجموعات ہیں جو نہج البلاغہ سے پہلے جمع کئے گئے تھے جن سے علماء ومورخین اور رجال حدیث بخوبی آشنا ہیں۔ کچھ اختصار کے طور پر ذکر کردیتے ہیں:

۱۔ زید وہب، ۹۶ھ، میں خطب امیر المومنین علیؑ ''المنابر فی الجمع والاعیاد''۔

۲۔ نصر بن مزاحم نے کتاب ''صفین'' کے نام سے خطب امام کو جمع کیا۔

۳۔ اسماعیل بن مہران جو دوسری صدی ہجری کے محدث ہیں، خطب امیر المومنینؑ کی جمع آوری کی ہے۔

۴۔ ہشام بن سائب کلبی مورخین اسلام کے رئیس، م ۲۰۴ھ میں خطب علیؑ کو جمع کیا۔

۵۔ ابو مخنف لوط بن یحییٰ ازدی (مشہور محدث نے دوسری صدی ہجری میں اپنی کتاب'' الخطبۃ الزھرالا میر المومنین''(امیر المومنینؑ کے چمکتے ہوئے خطبے) کے نام سے موسوم کیا۔

۶۔ محمد بن عمرو واقدی ۲۰۷ھ، سید رضی نے بعض خطبہ کو انہیں کے خط ونوشتہ سے نقل کیا ہے۔

۷۔ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد ثقفی (مشہور مورخ محدث)، م ۲۸۳ نے اپنی کتاب:

ا۔'' رسائل علی امیر المومنینؑ''

۲۔'' علیؑ فی الشوریٰ والخطب المعربات'' میں امام علیؑ کے کلام جمع کئے ہیں۔

۸۔ ابو الحسن علی بن محمد مدائنی س ۲۱۵ خطب علیؑ وکتبہ الی عمالہ۔''

۹۔ حسن بن علی بن شعبہ حزانی (تیسری صدی ھ) تحف العقول فی آثار آل الرسولؐ''

۱۰۔ صالح بن ابی حماد ابی الخیر تیسری صدی کے محدث امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں سے

ہیں۔'' خطب علیؑ'' (نجاشی سے نقل اور) جمع کیا۔

۱۱۔ حضرت عبد العظیم از اصحاب امام علی رضاؑ نے خطبوں پر مشتمل مجموعہ جمع کیا۔

۱۲۔ مسعدۃ بن صدقہ (امام صادقؑ وامام کاظمؑ کے صحابی) '' خطب امیر المومنینؑ'' (نجاشی)

۱۳۔ ابراہیم بن سلیمان خزاز کوفی تیسری صدی ہجری نے اپنی کتاب '' خطب امیر الونینؑ'' نجاشی۔

۱۴۔ ابوعثمان جاحظ (مشہور سنی عالم، م ۲۵۵ھ اپنی کتاب '' ماۃ کلمہ من کلمات علیؑ'' وغیرہ۔

تمام اہل رجال علم وادب اور حدیث نے سید رضی سے صدیوں پہلے امام علیؑ کے گرانقدر، خطبات وارشادات کومختلف شکلوں میں تدوین کیا ہے۔

ابن ابی الحدید نے بھی لکھا ہے کہ متعدد موارد سے ظاہر ہوا ہے کہ انہوں نے بعض مطالب کو جاحظ کی '' البیان والتبین''، مبرد کی ''المقتضب''، سعید بن یحیٰ اموی کی '' مغازی''، واقدی کی کتاب ''الجمل''، ابوجعفر اسکافی کی المقامات فی مناقب امیر المومنین ، ابن جریر طبری کی تاریخ اور اس کے علاوہ ابوجعفر محمد بن علی باقر،'' روایت یمانی'' ابن قتیبہ سے اور خط ہشام بن سائب کلبی سے دیکھا اور نقل کیا ہے۹؎

حوالے:

۱۔ نہج البلاغہ شرح ابن ابی الحدید ج ۱/ ۵۴۳۔

۲۔ نقل از استناد نہج البلاغہ استاد امتیاز علی خان العرشی پیش کش شیخ عزیز اللہ عطاردی۔

۳۔ استناد نہج البلاغہ، امتیاز علی خان پیش کش عطاردی

۴۔ سید رضی مؤلف نہج البلاغہ/ ۲۰۹

۵۔ شرح نہج البلاغہ، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم ج / ۱۲۴/ ۲۵

۶۔ البیان والتبین ج / ۸۳، تصحیح عبد السلام ہارون

۷۔ شرح نہج البلاغہ ۱/ ۲۴

۸۔ مرتضیٰ مطہری، سیری در نہج البلاغہ/ ۱۹

۹۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱/ ۷